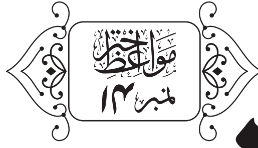
مواعظِ اختر نمبر ۱۴

تزکیۂ نفس مجاہدہ اور مشیّتِ الٰہی کا ربط



شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدّدِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com



تزکیۂ نفس، مجاہدہ اور مشیّتِ الٰہی کا ربط

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر

اِدارہ تالیفاتِ اختریہ

بی ۳۸، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرارؔ، یہ دردِ محبت ہے
محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہے تیرے نازوں کے

بہ اُمیدِ نصیحت دوستوں کی اشاعت ہے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنۃ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: تزکیۂ نفس، مجاہدہ اور مشیتِ الٰہی کا ربط

نامِ واعظ: شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدّدِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ

تاریخِ وعظ: ۱۱؍محرم ۱۴۱۱ھ مطابق ۳؍اگست ۱۹۹۰ء، بروز جمعہ
۲۱؍محرم ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۳؍اگست ۱۹۹۰ء، بروز دوشنبہ

مقام: مسجد اشرف، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

موضوع: تزکیۂ نفس کے تین طریقے

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
خادمِ خاص وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعت اوّل: محرم الحرام ۱۴۳۶ھ مطابق نومبر ۲۰۱۴ء

اشاعت دوم: محرم الحرام ۱۴۳۸ھ مطابق اکتوبر ۲۰۱۶ء

ناشر: ادارہ تالیفات اختریہ

بی ۳۸، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی



فہرست

عنوانات **صفحہ نمبر**

سرورِ عالم ﷺ کا معجزہ: کنکریوں کا گواہی دینا.......................۶
رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا......الخ کی شرح.......................۷
جسمانی غذا کی تکرار سے عجیب استدلال.......................۹
اللہ ہمیں اندھی بڑھیا کی مثال نہ بنائے.......................۱۰
چچا زاد، ماموں زاد بہنوں سے شرعی پردہ کتنا ضروری ہے؟.......................۱۱
گناہوں میں چین وسکون نہیں.......................۱۳
اللہ والوں سے ہمیشہ حسنِ ظن رکھو.......................۱۴
اللہ کے راستہ کے مجاہدہ سے نسبتِ خاصّہ عطا ہوتی ہے.......................۱۶
اللہ والوں کی قدر ان کی زندگی ہی میں کرلو.......................۱۸
صحبتِ شیخ کے باوجود تزکیہ نہ ہونے کی وجہ.......................۱۹
اپنے مرض پر عاشق ہونے والے کا کوئی علاج نہیں کرسکتا.......................۲۰
ایک عاشقِ مجاز کا علاج.......................۲۲
عشقِ مجازی سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں.......................۲۳
تزکیۂ نفس کے تین طریقے.......................۲۵
اللہ تعالیٰ پر جان فدا کرنے کا انعام.......................۲۶
ہمت کرنے سے گناہ کی پرانی عادت بھی چھوٹ جاتی ہے.......................۲۸
بدنگاہی سے دل کی دنیا تباہ ہوجاتی ہے.......................۳۰
اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کے بغیر تزکیہ نہیں ہوسکتا.......................۳۱
شیخ سے پیر بھائیوں کی شکایت مت کرو.......................۳۲
مقاصد بعثتِ نبوت.......................۳۴
سچی خانقاہیں تزکیہ نفس کے اہم مراکز ہیں.......................۳۵
گانا سننے والا زنا کے تقاضوں سے نہیں بچ سکتا.......................۳۶



تزکیۂ نفس، مجاہدہ اور مشیتِ الٰہی کا ربط

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰھٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ ط رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا ط

اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَیْنِ لَکَ وَمِنْ

ذُرِّیَّتِنَآ اُمَّۃً مُّسْلِمَۃً لَّکَ وَاَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا ج اِنَّکَ اَنْتَ

التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ ○ رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا

عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ ط

اِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○

(سورۃ البقرۃ: آیات ۱۲۷ تا ۱۲۹)

اس وقت ایک مضمون پیش کرنا ہے جس کے لئے آپ حضرات سے دعا کی بھی گذارش ہے کیونکہ میں دو تین دن سے بہت بیمار تھا، شدید تکلیف پیٹ کی رہی، کل سے طبیعت بہتر ہوئی لیکن اس کا اثر کمزوری کی صورت میں ابھی بھی ہے۔ مضمون کا خلاصہ کیا ہے؟ کعبۃ اللہ کی تعمیر اور مومن کے قلب کی تعمیر اور تزکیہ میں کیا ربط ہے اور کیا جوڑ ہے؟ اسی مضمون سے متعلق تین آیات میں نے ابھی آپ کے سامنے تلاوت کی ہیں۔ قبل اس کے کہ میں ان آیات کی تفسیر مفسرین کے اقوال کی روشنی میں پیش کروں لیکن اچانک میرے قلب میں دو باتیں آگئیں، دو واقعات دل میں آگئے، جب دل میں اچانک کوئی بات آجائے تو وہ اشارہ ہوتا ہے کہ اس کو پیش کر دیا جائے۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ: کنکریوں کا گواہی دینا

نمبر ایک واقعہ یہ یاد آیا کہ ابوجہل نے ایک مرتبہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے درخواست کی کہ میری مٹھی میں جو چیز ہے اگر آپ بتا دیں تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا، اس واقعہ کو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مثنوی میں بیان کیا ہے، فرماتے ہیں ؎

سنگ ہا اندر کفِ بوجہل بود
گفت ای احمد بگو ایں چیست زود

اس نے کچھ کنکریاں ہاتھ میں رکھ کر آپ سے سوال کیا کہ آپ میری مٹھی میں جو چیز ہے وہ بتا دیں تو میں آپ کی رسالت پر ایمان لے آؤں گا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں بتادوں یا تیری مٹھی میں جو چیز ہے وہ چیز خود بتا دے تو یہ کیسا رہے گا؟ اس نے کہا کہ پھر تو بہت ہی اچھا رہے گا، تو اس کی مٹھی میں جو کنکریاں تھیں وہ کلمہ پڑھنے لگیں، اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ ہم گواہی دیتی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سچے نبی ہیں۔ یہ سن کر ابوجہل اتنا غصہ ہوا ؎

چوں شنید از سنگ ہا بوجہل ایں
زد زخشم آں سنگ ہا را بر زمیں

کنکریوں کو زور سے زمین پر دے مارا اور ان کنکریوں کو بہت سی گالیاں دیں، جیسے جاہل دیہاتی کھیت جوتتے وقت جانوروں کو بہت گالیاں دیتا ہے حالانکہ اس کا جانوروں پر کوئی اثر نہیں ہوتا، وہ کیا جانیں کہ گالی کیا چیز ہے؟ تو ابوجہل کو منہ مانگی دلیل ملی لیکن جب قسمت میں ہدایت نہ ہو تو منہ مانگی دلیل کے باوجود وہ ایمان سے محروم رہا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ہماری رشد و ہدایت کے لیے، استقامت کے لیے اور ایمان پر موت کے لیے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝﴾

(سورۃ اٰل عمرٰن: آیۃ ۸)

اے ہمارے رب! ہمارے دل کو ٹیڑھا نہ ہونے دیجیے بعد اس کے کہ ہمیں ہدایت مل چکی ہے۔ تو معلوم ہوا کہ دل میں ٹیڑھا ہونے کی خاصیت ہے اور ہدایت کے بعد بھی دل ٹیڑھا ہوسکتا ہے، اس لیے اس کی پناہ کے لیے سرکاری مضمون نازل ہوا، اس مضمون سے جو دعا کرے گا تو ان شاء اللہ ضرور قبول ہوگی کیونکہ سرکاری مضمون کبھی رد نہیں کیا جاتا، اگر بادشاہ دار الخلافہ سے کسی مجرم کو معافی کا کوئی مضمون بھیج دے کہ اگر اس عنوان سے مانگو گے تو میں قبول کرلوں گا تو پھر بادشاہ یہ نہیں کہہ سکتا کہ میں قبول نہیں کروں گا کیونکہ بادشاہ تو خود بھیج رہا ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے استقامت، دین پر قائم رہنے اور ایمان پر مرنے کی نعمتِ عظیمہ کے لیے یہ آیت نازل فرمائی، جس کو یاد نہ ہو وہ یاد کرلے۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا ......الخ کی شرح

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا اے ہمارے رب! ہمارے دل کو ٹیڑھا نہ کیجیے یعنی گمراہ نہ ہونے دیجیے، بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا بعد اس کے کہ آپ نے ہمیں ہدایت کے راستے پر لگادیا۔ وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اور مجھے یہ رحمت ہبہ کردیجیے یعنی اپنے خاص فضل سے یہ رحمت مجھے نصیب فرمادیجیے۔ اس رحمت سے مراد عام رحمت نہیں ہے، مفسرین لکھتے ہیں کہ اس رحمت سے مراد دین پر استقامت ہے یعنی ایمان پر موت آئے، اَلْمُرَادُ بِهٰذِهِ الرَّحْمَةِ الْاِسْتِقَامَةُ وَالثُّبَاتُ عَلَى الْحَقِّ اس رحمت سے مراد دینِ حق پر ثابت قدم رہنا

اور استقامت سے رہنا ہے اور اللہ میاں ہبہ کے لفظ سے دعا اس لیے منگوا رہے ہیں کہ اس کا ہم معاوضہ نہیں دے سکتے، کیوں بھئی! ہبہ میں معاوضہ ہوتا ہے؟ تو مفسرین لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے گویا یہ بتادیا کہ ایمان پر مرنا اور دین پر قائم رہنا اتنی بڑی نعمت ہے اور دوزخ کے عذاب اور پٹائی سے بچ جانا اتنی بڑی نعمت ہے کہ اے ایمان والو! تم اس نعمت کا معاوضہ ادا نہیں کر سکتے لہٰذا تم لوگ ہم سے اس نعمت کو ہبہ کے عنوان سے مانگو کیونکہ ہبہ معاوضہ سے بالاتر ہے، تم اَسّی برس کی نماز وروزہ پر ہمیشہ کی جنت کیسے لے سکتے ہو؟ اسّی برس کی اطاعت پر اسّی برس جنت کی زندگی لے لو اور اسّی برس کے بعد جنت سے گیٹ آؤٹ (Get Out) ہو جاؤ، جس کی جتنی عمر ہے مثلاً کسی نے ستّر سال نماز روزہ کیا تو وہ ستّر سال جنت میں رہ لیتا اور جب ستّر سال پورے ہو جائیں تو وہاں سے نکلنا پڑتا۔ اصل ضابطہ تو یہ تھا لیکن ہمیشہ کے لیے جنت مل جانا رابطہ ہے، فضل ہے، رحمت ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ہبہ کا لفظ نازل فرمایا کہ اس کو ہم سے ہبہ مانگو، وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اس رحمت کو ہبہ سے مانگو۔ مفسرین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے لفظ ہبہ اختیار فرما کر دنیائے انسانیت کو قیامت تک کے لیے بتادیا کہ:

((اَلْاِسْتِقَامَةُ عَلَى الدِّيْنِ وَحُسْنُ الْخَاتِمَةِ ذٰلِكَ تَفَضُّلٌ مَّحْضٌ بِدُوْنِ شَائِبَةِ وُجُوْبٍ عَلَيْهِ تَعَالٰى شَأْنُهٗ))

(روح المعانی: (رشیدیہ)، ج ۳ ص ۱۲۱)

ہمیں ایمان پر موت دینا اللہ پر واجب نہیں ہے، اللہ کی یہ نعمت محض اس کی رحمت سے ملتی ہے، یہ نعمت دینا اللہ پر واجب نہیں ہے نہ اللہ نے کسی شخص کا کوئی قرضہ کھایا ہے، لفظ ہبہ بتا رہا ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کو اس نعمت کا معاوضہ نہیں دے سکتے، یہ بھی ان کے کریم ہونے کی ایک شان ہے کہ درخواست کا

مضمون خود بتا رہے ہیں کہ جنت اور ایمان پر خاتمہ ہبہ سے مانگ سکتے ہو، روزہ نماز کے ذریعہ سے تم یہ دونوں نعمتیں نہیں پا سکتے ہو لیکن اس کے معنی یہ بھی نہیں کہ تم روزہ نماز چھوڑ کر صرف یہی دعا کرتے رہو۔ اتنا تو کام کرو جتنا بتایا گیا ہے، اس کے بعد جو تمہارے اختیار میں نہیں ہے اس کے لیے لفظ ہبہ نازل فرمایا۔ اب اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ اتنا ہبہ کہاں تک کریں گے؟ کہیں ان کے پاس ہبہ کا خزانہ ہی نہ ختم ہوجائے، اللہ میاں اتنا مال اور خزانہ کہاں سے دیں گے؟ تو اس کے لیے آگے سکھا دیا اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ کہ اگر شیطان وسوسہ ڈالے یا خود تمہارے دل میں سوال پیدا ہو کہ اللہ میاں اتنا ہبہ کیسے دیں گے؟ تو تم کہو اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ اے اللہ! ہم اس لیے آپ سے ہبہ مانگتے ہیں کہ لِاَنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ یہ جملۂ تعلیلیہ ہے، یہ آیت علت بیان کرنے کے لیے نازل ہوئی ہے، تفصیل کے لئے روح المعانی دیکھئے۔ (روح المعانی: (رشیدیہ)؛ ج ۳ ص ۱۲۱) تو چونکہ آپ واقعی بہت بڑے داتا ہیں، خالی واہب نہیں ہیں بلکہ وَهَّابُ ہیں اس لیے میں آپ سے ہبہ مانگ رہا ہوں۔

جسمانی غذا کی تکرار سے عجیب استدلال

تو ایک قصہ تو اچانک یہ یاد آگیا تھا۔ بالکل اچانک، جب یہاں بیٹھا ہوں تب بھی اس قصہ کو بیان کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا، خطبہ پڑھتے ہوئے خیال آیا۔ دوسرا قصہ جو سنانا ہے ہوسکتا ہے وہ آپ پہلے سن چکے ہوں لیکن اگر کوئی کہے کہ یہ ایک بات کو بار بار بیان کرتے ہیں تو میرا اس سے ایک سوال ہے، اگر آپ کا مجھ پر اعتراض ہے تو میرا ابھی آپ پر اعتراض ہے۔ آپ اس کا مجھے جواب دیں کہ آپ بار بار انڈا کیوں کھاتے ہیں؟ بار بار کباب کیوں کھاتے ہیں؟ ایک دفعہ تو کھا چکے ہیں۔ تو جب تکرارِ غذائے جسمانی آپ کے نزدیک محبوب ہے تو

تکرارِ غذائے روحانی پر کیوں اعتراض ہے؟ غذائے روحانی کو بھی بار بار کھاؤ، اب تو شاید اشکال ختم ہوگیا ہوگا، جہاں اشکال ہونا چاہیے وہاں تو ہم بچتے نہیں ہیں۔ ارے! اِشکال شکل سے ہے، ان شکلوں سے بچو یعنی حسینوں سے بچو، یہ شکل مشکل میں ڈال دے گی، میری رات دن یہی نصیحت ہے کہ صورت پرستی سے بچو، جو اس عذاب سے بچ گیا بس ان شاء اللہ تعالیٰ پھر اللہ کا راستہ صاف ہے ورنہ یہ پر قینچ ہیں، یہ صورتیں روح کے پَر کاٹ دیتی ہیں، اگر مٹی کی شکلوں میں پھنسو گے تو زمین پر دھرے رہو گے، آسمان والے مولیٰ سے محروم ہو جاؤ گے، جو حلال ہے مثلاً بیوی حلال ہے، بچے حلال ہیں، حلال روزی کماؤ اور حلال چیزیں کھاؤ، مرنڈا بھی پیو، انڈا بھی کھاؤ مگر ڈنڈے سے بچو، شیطان کا ڈنڈا یہی حسینوں کے جال ہیں جو سڑکوں پر پھیلے ہوئے ہیں۔

اللہ ہمیں اندھی بڑھیا کی مثال نہ بنائے

اور دوسرا معاملہ یہ تھا کہ اللہ والوں کو بعض لوگ اپنی عقل سے بھانپنے کی کوشش کرتے ہیں کہ میں ذرا ان کو وزن کروں گا۔ میں مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت آپ کو سنانا چاہتا ہوں اگر آپ کا ان پر اعتماد ہے اور اگر آپ کو اعتماد نہیں ہے تو آپ امت کے بڑے بڑے اکابر اولیاء اللہ سے دور پہنچ گئے کیونکہ اس امت میں چھ سو برس سے جتنے اولیاء اور علماء پیدا ہوئے ہیں سب نے مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ کی مثنوی کے ترجمے کئے ہیں، اس کی شرحیں کی ہیں اور اس کا فیض آج ساری امت میں جاری ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس بات کو ایک اندھی بڑھیا کے قصہ سے سمجھیں۔ ایک بازِ شاہی جو شاہی محل میں رہتا تھا، بادشاہ اس کو اپنی کلائی پر بٹھاتا تھا اور اس سے بہت محبت کرتا تھا، ایک دن بادشاہ نے اسے اڑایا تو وہ اڑتے اڑتے غلطی سے ایک اندھی بڑھیا کے

گھر میں آ گیا۔ بڑھیا جو نابینا تھی اس نے بازِ شاہی کو پکڑ کر اس کے ناخن وغیرہ دیکھے تو بولی کہ توبہ توبہ! ہائے میرا بھیّا تو بڑا یتیم معلوم ہوتا ہے، وہ جلدی سے قینچی لائی اور اس کے ناخن کاٹنے لگی، پھر جب مزید ٹٹولا تو بازو اور پَر بھی کاٹ دیئے، اب یہ بے چارہ نہ اڑ سکتا تھا نہ شکار کر سکتا تھا۔ تو اُس بڑھیا نے اپنی عقل سے بازِ شاہی کی تشکیل، تعیین اور تشخص قائم کیا کہ اس کو ایسا ہونا چاہیے، یہ یتیم کیوں ہو رہا ہے؟ تو اس نے اپنے خیال میں بازِ شاہی کی یتیمی دور کر کے اس کو حقیقی یتیم بنا دیا لہٰذا ایسے لوگوں سے ہوشیار رہو جو محبت ظاہر کر کے آپ کے دین کو یتیم کر دیں، آپ کا دین چھین لیں۔

آج کل ایسے ہی بعض عقل کے کورے لوگ کہتے ہیں کہ صاحب! نظر سے کیا ہوتا ہے؟ اس کا جواب سنو۔ دیکھو! ایک نابینا آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس جاتے ہیں اور اللہ کے رسول ان کو ایک نظر دیکھ لیتے ہیں تو اس ایک نظر سے وہ صحابی ہو جاتے ہیں، اسی طرح اگر کوئی شخص حالتِ ایمان میں سرورِ عالم آنحضرت ﷺ کو دیکھ لے، امتی نبی کو دیکھ لے یا نبی امتی کو دیکھ لے تو وہ بھی صحابی ہو جاتا ہے۔ یہ ہے نظر کی قیمت! اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اور حضور ﷺ نے اپنے پہلے شاگردوں کا نام صحابی رکھا۔

چچازاد، ماموں زاد بہنوں سے شرعی پردہ کتنا ضروری ہے؟

آج چچازاد اور ماموں زاد بہنیں کہتی ہیں کہ ارے بھئی! کیا پردہ کرتے ہو، بالکل مولوی بن گئے، بس دل کا پردہ رکھو، دل میں کوئی خیال نہ لاؤ، لو نہ دو دیکھ تو لو۔ یہ کون ہیں؟ یہ یتیم کرنے والے لوگ ہیں۔ ایسے لوگ چاہے عالم ہوں یا حافظ ہوں ان کا دین سلامت نہیں رہ سکتا، ان کے حال پر رونا آتا ہے کہ فقہ میں پڑھ چکے ہیں کہ نظر حرام ہے، نامحرم عورتوں کو دیکھنا حرام ہے

لیکن جب کہا جاتا ہے کہ اپنے خاندان میں اعلان کردو کہ چچازاد بہنو! میری پھوپھی کی بیٹیو! میرے ماموں کی بیٹیو! میرے سامنے مت آؤ، تو ہمت نہیں ہوتی، وجہ کیا ہے؟ کسی اللہ والے کی جوتیاں اٹھانے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ جب قبر میں جنازہ اترے گا تب آنکھیں کھلیں گی لیکن اس وقت کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ آپ بتلایئے! کسی شخص پر پھانسی کا کیس ہو اور وہ سگریٹ پی پی کر تاش کھیل رہا ہو اور اگر کوئی اسے کہے کہ بھئی! اگست کی فلاں تاریخ کو آپ کی پھانسی کا مقدمہ ہے، کچھ اس کی تیاری وغیرہ کرو اور وہ کہے کہ ارے بھئی جاؤ! دیکھا جائے گا۔

آج تو عیش سے گذرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے

غالب کا شعر پڑھ کر پھر سگریٹ پینے لگے۔ اگر اس کا کوئی اصلی دوست ہے تو وہ کہے گا کہ اس شخص کے دماغ میں کوئی خرابی آگئی ہے، دماغ کے اسپیشلسٹ کو دکھانا چاہیے، یہ نہ وکیل کے پاس جاتا ہے نہ اپنے کیس کی تیاری کرتا ہے۔ سوچ لو! موت میں تو کسی کو شبہ نہیں۔

اسی طرح ہمیں بھی یہ معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن باتوں کو حرام فرمایا ہے قیامت کے دن ہم سے ان باتوں کا سوال ہوگا۔ بخاری شریف کی حدیث ہے کہ آنکھوں سے نظر بازی کرنا حرام ہے، یہ آنکھوں کا زنا ہے، حسینوں اور نامحرم عورتوں سے زبان سے گپ شپ لگانا زبان کا زنا ہے، کان سے ان کی باتوں کو سننا کان کا زنا ہے، ہاتھ سے نامحرم عورتوں کو چھونا ہاتھ کا زنا ہے، پیر سے ان کی طرف چل کر جانا پیر کا زنا ہے۔ دیکھو! بخاری شریف کی عبارت بھی پڑھ دیتا ہوں:

((زِنَا الْعَيْنِ النَّظَرُ وَزِنَا اللِّسَانِ النُّطْقُ))

(صحیح البخاری: (قدیمی)؛ باب زنا الجوارح دون الفرج؛ ج ۲ ص ۹۲۳)

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ آنکھوں کا زنا نظر بازی ہے اور زبان کا زنا ان سے گپ شپ کر کے مزے لینا ہے، چبا چبا کے باتیں کرنا ہے، سر ہلا ہلا کر، مسکرا مسکرا کر حرام لذت کا زہر کھانا ہے۔ جب کوئی خدا کے غضب اور لعنت میں سر ہلاتا ہے تو جی چاہتا ہے کہ اس کو بغیر گنے جوتے لگائے جائیں، یہ شخص کس قدر اندھا ہے کہ اللہ کا غضب اس کے سر پر ہے اور اسے پتا نہیں۔

گناہوں میں چین وسکون نہیں

دوستو! چین نہیں پاسکو گے۔ میں اعلان کرتا ہوں اور یہ قرآن پاک کا اعلان ہے، حدیث پاک کا اعلان ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر کتنے ہی حرام مزے لوٹ لو مگر چین نہ پاسکو گے، اللہ تعالیٰ کا کلام غلط نہیں ہوسکتا، خدا سے بڑھ کر کون سچا ہوگا؟ جو فرماتے ہیں کہ:

﴿وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا﴾

(سورۃ طٰہٰ: آیۃ ۱۲۴)

اگر مجھے ناراض اور ناخوش کر کے تم نے اپنے دل میں حرام خوشیاں درآمد کیں، امپورٹ کیں تو میں تمہاری زندگی کو کڑوی کر دوں گا، جس کی زندگی کو خدا تلخ کر دے اس کی زندگی کو کون شیریں کرسکتا ہے؟ جو خالقِ حیات یہ اعلان کررہا ہے کہ میں تمہاری زندگی کا پیدا کرنے والا ہوں اور قرآن میں یہ اعلان کرتا ہوں کہ مجھے ناراض کر کے تم چین سے نہیں رہ سکتے ہو پھر وہ ظالم اور بے وقوف انسان ہے جو یہ سمجھتا ہے کہ میں کچھ حرام مزے لوٹ لوں گا جیسے کوئی خارش میں کھجلانے سے مزہ لوٹتا ہے، تو یہ اصلی مزہ نہیں ہے، یہ خون کی خرابی سے ہے، کوئی خون کی صفائی کی دوا پیو، انجکشن لگواؤ، ڈاکٹروں سے رجوع کرو، جب خون صاف ہو جائے گا تو کھجلانے کو خود ہی دل نہ چاہے گا،

جب دل میں اللہ کا خوف آجائے گا، دل کی بیماری، غفلت کا کینسر ٹھیک ہوجائے گا تو گناہ کرنے کو دل ہی نہ چاہے گا بلکہ گناہ کے وسوسے سے بھی پریشان ہوجائے گا، اگر گناہ کے تقاضے کا وسوسہ بھی آجائے گا تو خدا سے پناہ مانگنا شروع کردے گا کہ اے اللہ! بچائیے، اس وقت یہ کمبخت کہاں سے کالی بلا آگئی۔

تو گناہ کرنا تو بڑی چیز ہے گناہ کے وسوسے سے بھی اس کے دل پر زلزلہ طاری ہوجائے گا جیسے چھوٹا بچہ ماں کی گود میں چپکا ہوا ہو اور کوئی بدمعاش آکر دھمکی دے رہا ہو کہ میں اس بچہ کو چھین لوں گا تو بچہ اسی وقت چلانے لگتا ہے کہ اماں بچاؤ! یہ ہمیں آپ کی گود سے چھیننا چاہتا ہے۔ تو جب اللہ کی رحمت اور اللہ کے قرب کی گود سے اللہ والوں کو کوئی چھیننا چاہتا ہے تو وہ اپنے اللہ سے رونا اور چلانا شروع کردیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کی حفاظت کی گود سے اللہ والوں کو کوئی طاقت نہیں چھین سکتی، جب چاہو تجربہ کرلو، کسی ولی اللہ کو لندن کی حسینوں کے پاس لے جاؤ یا لندن کی کسی سڑک سے اس کو گذار دو، ان شاء اللہ تعالیٰ وہ نگاہ نیچی کر کے گذر جائے گا۔

اللہ والوں سے ہمیشہ حسنِ ظن رکھو

تو میں یہ عرض کررہا تھا کہ جو لوگ اللہ والوں کو آزمانے کی کوشش کرتے ہیں ان کے لیے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ ایک مثال بیان فرماتے ہیں کہ ایک پہاڑ کے دامن میں ایک ذرّہ تھا، ایک دن اس ذرّے نے کہا کہ اے پہاڑ! میں تیرا وزن کروں گا، دیکھوں گا کہ تیرا کتنا وزن ہے؟

گر بیاید ذرہ سنجد کوہ را
بردرد ز آں کہ ترازوش ای فتیٰ

تو پہاڑ نے ہنس کر کہا کہ اے ذرّے! اگر تو مجھے اپنے ترازو میں رکھے گا

تو نہ تُو رہے گا نہ تیری ترازو رہے گی۔ یہ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مثال ہے۔ بس جو شخص اپنی عقل سے قیاس کر کے اللہ والوں کا وزن کرنا چاہتا ہے تو سمجھ لے کہ وہ اور اس کا ترازو اور اس کی عقل سب پھٹ کے ختم ہو جائے گی لہٰذا اللہ والوں سے ہمیشہ حسنِ ظن رکھو اور یہی کہو کہ ہم نے آپ کو نہیں پہچانا۔ خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے کتنے بڑے عاشق تھے، حضرت کو سارے خلفاء میں سب سے زیادہ محبوب تھے اور سارے خلفاء میں حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے سب سے زیادہ عاشق بھی یہی تھے لیکن ایک دن حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ خواجہ صاحب! افسوس کہ آپ نے مجھے نہیں پہچانا۔ اللہ اللہ! ہم اللہ والوں کو سمجھ بھی کیسے سکتے ہیں؟

دیکھئے! ایک بلڈنگ ہے جس میں سو منزلیں ہیں، کوئی شخص تیسری منزل پر ہے، کوئی دسویں منزل پر ہے، ایک نوّے منزل پر ہے تو دس منزل والا نوّے منزل والے کو کیسے قیاس کر سکتا ہے کہ وہ کس مقام پر ہے؟ جب تک کہ وہ بھی اس منزل پر نہ پہنچ جائے، لہٰذا بزرگوں کی نصیحت یہ ہے کہ اللہ والوں سے ہمیشہ نیک گمان رکھو۔ ہم اللہ والوں کو نہیں پہچان سکتے، بس اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اللہ کے بہت مقبول اور محبوب بندے ہیں اور ان کی صحبت سے ان شاء اللہ تعالیٰ ہماری قسمت جاگ جائے گی، ہمارا کوّا پن ختم ہو جائے گا، ہم کوّے کی طرح گناہوں کا جو گُو کھا رہے ہیں، پاخانہ کھا رہے ہیں، پیشاب میں لت پت ہیں، اور یہ پیشاب پاخانہ تو نجاست ہے مگر اللہ تعالیٰ کی نافرمانی تو اتنی گندی چیز ہے کہ جس سے ہمارا پیدا کرنے والا ہم سے ناراض ہو جائے! جس نے آپ کی آنکھیں بنائیں اسی آنکھ کو غلط استعمال کرتے ہو، جس نے ماں کے پیٹ میں آپ کے اعضاء بنائے آج انہی اعضاء سے اس کو ناراض کر رہے ہو۔ تو گناہ سخت گندی چیز ہے۔

اللہ کے راستہ کے مجاہدہ سے نسبتِ خاصّہ عطا ہوتی ہے

کوّا کیا کھاتا ہے؟ کوّوں کی غذا کیا ہے؟ گندی چیز۔ اور ایک چڑیا ہے جس کا نام ہَنس ہے، وہ موتی چُگتا ہے۔ ایک بزرگ تھے بھیکا شاہ، ان کے پیر شیخ ابوالمعالی کچھ دن کے لیے ان سے کچھ ناراض ہو گئے تھے تو وہ بے چارے دن بھر اپنے پیر کے گھر کا چکر لگاتے رہتے تھے، ان کا گھر بھی جنگل میں تھا اور دیہات کے جو مکانات ہوتے ہیں ان کی چھت کچی مٹی ڈال کر بنائی جاتی ہے، ایک مرتبہ بارش زیادہ ہوئی تو شیخ کے گھر کی چھت ٹپکنے لگی۔ بیوی نے کہا کہ گھر میں بہت پانی ٹپک رہا ہے آپ کسی سے چھت بنوا دیجئے، انہوں نے کہا کہ کس سے بنوائی جائے؟ بیوی نے کہا کہ جو بنانے والا تھا اس سے تو آپ ناراض ہیں، وہی بنانا جانتا ہے، آپ نے تو اسے خانقاہ آنے کی اجازت ہی نہیں دی ہوئی۔ تو شیخ نے فرمایا کہ بھئی ہم ناراض ہیں، تُو تو ناراض نہیں ہے، تُو بلا لے۔ بلا کر بتایا کہ شیخ نے کہا ہے کہ چھت بنا دیں تو جلدی سے چھت پر چڑھ گئے، بارہ بجے دھوپ میں محنت سے پسینہ پسینہ ہو رہے تھے اور سب ٹھیک کر دیا۔ جب شیخ مدرسہ و خانقاہ سے کھانا کھانے گھر آئے، کھاتے کھاتے اچانک سر اوپر اٹھایا تو وہی مرید نظر آ گیا جس کو چھ مہینہ سے نکالا ہوا تھا، تو جب نظر سے نظر مل گئی تو شیخ کو رحم آ گیا اور ایک لقمہ اٹھا کر کہا کہ لے بھیک لے، بس وہ بغیر سیڑھی کے چھت سے کود پڑے اور اس لقمہ کو کھالیا، جب وہ لقمہ حلق سے نیچے اترا تو اسی وقت جس مقام پر شیخ تھے اسی مقام پر وہ پہنچ گئے اور پھر ان کا لقب بھیکا شاہ پڑ گیا۔ لیکن یہ مت سمجھنا کہ ہم بھی اپنے اپنے پیروں سے ایک ایک لقمہ مانگ لیں گے، یہ سوچو کہ اس لقمہ نے کام کب کیا؟ جب بہت زیادہ چھ ماہ جل جلا کر لکڑی سوکھی ہوگئی اور تھوڑی سی دیا سلائی لگ گئی تو کام بن گیا۔ مجاہدات کے بعد جب

اللہ تعالیٰ کو پیار آجاتا ہے تو اس کو نوازنے کا کوئی نہ کوئی ذریعہ بنا دیتے ہیں۔
بس اس وقت بھیکا شاہ نے یہ شعر کہا۔

بھیکا معالی پہ واریاں دن میں سو سو بار
کاگا سے ہنس کیو اور کرت نہ لاگی بار

اے بھیکا شاہ! میرے پیر شاہ ابوالمعالی نے مجھے جو کوّے سے ہنس کر دیا کہ پہلے میں کوّے کی طرح گناہوں کا پاخانہ کھاتا تھا اور اب ہنس کی طرح موتی چگتا ہوں یعنی اللہ کا ذکر کرتا ہوں، اللہ کا نام لیتا ہوں، تو جس نے ہمیں کوّے سے ہنس بنا دیا اس پر میری جان سو سو دفعہ قربان ہو اور کوّے سے ہنس کرنے میں انہیں کوئی دیر بھی نہیں لگی۔ تو یہ اللہ کی طرف سے انعام ہے، جب انسان زیادہ رگڑے کھاتا ہے، اللہ کے راستہ میں زیادہ مجاہدہ اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی تو کریم ہیں۔ آپ دیکھئے! کوئی بیٹا اپنے باپ کو خوش کرنے کے لیے بہت زیادہ مشقت کرتا ہے تو باپ کو رحم آجاتا ہے یا نہیں؟ تو اللہ تعالیٰ کو بھی رحم آجاتا ہے کہ میرا یہ بندہ اتنی مشقت اٹھا رہا ہے، لہٰذا اس کا کام بن جاتا ہے۔

بہرحال میں آپ سے یہ عرض کروں گا، یہ میں نے بہت ہی باادب یعنی بڑے ادب کے الفاظ استعمال کئے ہیں کہ جن لوگوں کو کسی گناہ کی عادت ہے، ہم سب اس میں شامل ہیں، ہر شخص اپنے اپنے گناہوں سے توبہ کرلے اور جس کو گناہ کی عادت ہے تو میں نے ایسے لوگوں کا نام مسٹر زاغانی رکھا ہے، زاغ فارسی لفظ ہے جس کے معنی کوّے کے آتے ہیں، اسی زاغ سے میں نے زاغانی بنا دیا چونکہ کوّے کی غذا گندی ہے تو جب تک کسی کو گناہ کی عادت ہے، وی سی آر دیکھتا ہے، سینما دیکھتا ہے، فلمیں دیکھتا ہے، نامحرم عورتوں پر حرام نظر ڈالتا ہے غرض کوئی بھی گناہ کرتا ہے تو ایسے لوگوں کا نام میں نے مسٹر زاغانی رکھا ہے تو بھئی! مسٹر زاغانی نہ بنو اور اللہ والے کا نام میں نے مسٹر تابانی رکھا ہے،

تاباں روشن کو کہتے ہیں یعنی جب اللہ کا نور دل میں آجائے اور گناہوں سے نجات مل جائے تو مسٹر تابانی ہوجاؤ گے اور اگر مولوی ہے تو ملّا تابانی ہوجاؤ گے۔

اللہ والوں کی قدران کی زندگی ہی میں کرلو

تو میں بار بار یہی عرض کرتا ہوں کہ روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کے جتنے اولیاء اللہ ہیں ان کو پہچاننے کے لیے خدائے تعالیٰ ہم کو آنکھیں عطا فرمادے، ہم اُس نابینا بڑھیا بننے کے عذاب سے پناہ چاہتے ہیں۔ بعض وقت میں انسان اپنی نادانی سے نابینا بڑھیا کی طرح اللہ والوں کی قدر نہیں کرتا اور آخر میں ایک دن جب ان اللہ والوں کی چڑیا اڑ جاتی ہے یعنی ان کا انتقال ہوجاتا ہے تو پچھتانا پڑتا ہے ؎

اُڑ گئی سونے کی چڑیا رہ گیا پَر ہاتھ میں

ایک دن یہ اللہ والے اپنا دردِ دل سینہ میں سمیٹ کر قبروں میں چلے جائیں گے۔

یہ چمن یونہی رہے گا اور ہزاروں جانور
اپنی اپنی بولیاں سب بول کے اُڑ جائیں گے

حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ اپنی بولیاں بول کے اُڑ گئے، مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اُڑ گئے، حاجی امداد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اُڑ گئے، کراچی میں مفتی اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ، ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب رحمۃ اللہ علیہ، شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کیسے کیسے لوگ چلے گئے۔ اس لیے غنیمت سمجھو جن لوگوں نے ان بزرگوں سے کچھ حاصل کرلیا، اگر کچھ حاصل نہیں کروگے تو پھر کیا ہوگا؟ یہ اللہ والے خزانے لُٹا رہے ہیں، اللہ کی محبت اور معرفت کے موتی برسا رہے ہیں، مگر اپنی اپنی سیپ کا منہ تو کھولو تا کہ وہ اندر داخل ہوجائے۔ اور اللہ تعالیٰ سے بھی درخواست کرنی چاہیے کہ اے خدا! ہدایت کے جو تین ذریعے ہیں، تزکیۂ نفس کے

جو تین ذریعے ہیں ان تین طریقوں کے ذریعہ ہمارا بھی تزکیہ فرما دیجئے۔

صحبتِ شیخ کے باوجود تزکیہ نہ ہونے کی وجہ

تزکیہ کرنے والے یہ تین ذریعے کیا ہیں؟ یہ بھی سن لیجیے۔ نمبر ایک: تزکیہ کرنے والے کی صحبت میں بیٹھنا، اللہ تعالیٰ نے یُزَکِّیۡہِمۡ کا لفظ نازل فرمایا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کا تزکیہ کرتے ہیں، تزکیہ کی نسبت کتاب اللہ کی طرف نہیں کی رجال اللہ کی طرف نسبت کی ہے۔ بعض لوگ خالی کتاب پڑھ کر تزکیہ کرانا چاہتے ہیں، وہ بتائیں کہ اللہ تعالیٰ نے یُزَکِّیۡہِمۡ کی نسبت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف کیوں کی؟ یہی نازل ہوجاتا کہ یہ قرآن سب کا تزکیہ کردے گا، نبی کی ضرورت ہی نہیں ہے لیکن بغیر صحبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ کا تزکیہ نہیں ہوا۔ آج بھی بغیر نائبِ رسول کی صحبت کے اور تزکیہ کے کسی کو تزکیہ نہیں ملتا۔

لیکن صحبت کے باوجود بھی بعض لوگوں کا تزکیہ نہیں ہوتا، ذرا اس مسئلے کو غور سے سن لیجیے کہ بعض لوگ اہل اللہ کی صحبت میں آتے جاتے ہیں مگر ان کو تزکیہ نہیں مل رہا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟ اس کی وجہ اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ بیان فرمادی:

﴿وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا﴾

(سورۃ العنکبوت: آیۃ ٦٩)

جو اللہ کو راضی کرنے کے لیے، گناہوں کو چھوڑنے کے لئے، اللہ کے احکام کو بجالانے کے لیے مجاہدہ کرتے ہیں، معلوم ہوا کہ اہل اللہ کی صحبت کے باوجود اگر گناہوں سے بچنے کا مجاہدہ نہیں کیا تو ایسے شخص کا تزکیہ نہیں ہوگا، جن کو تزکیہ نہیں مل رہا ہے ایسے لوگ قصداً مجاہدہ میں کمزور پڑ رہے ہیں۔ طاقت ہے لیکن استعمال نہیں کرتے کیونکہ بیماری سے عشق ہوگیا ہے۔ بعض لوگوں کو گناہوں سے عشق ہوجاتا ہے، ایسے لوگ ہمت چور ہوتے ہیں جیسے بھینس اپنے بچے کے لیے

دودھ چرالیتی ہے، اس کے تھن میں دوکلو دودھ ہے لیکن اپنے مالک کو ایک کلو دے گی اور ایک کلو اپنے بچہ کے لیے چرالے گی، اب مالک کتنے ہی تھنوں کو ہاتھ مارے مگر وہ دودھ کو اوپر چڑھائے ہوئے ہے کیونکہ اسے اپنا بچہ پیارا ہے۔ تو اسی طرح بعض ایسے سالک ہوتے ہیں جو گناہوں کی خبیث عادتوں کے حرام مزے کی بری عادت کی وجہ سے اپنی ہمت سے صحیح طریقے سے کام نہیں لے رہے ہیں حالانکہ ان میں گناہوں سے بچنے کی ہمت ہے، اگر ابھی ان پر ملٹری کا پہرہ لگادو، ہر وقت دو فوجی اس کے پیچھے لگے رہیں کہ خبردار! ہم بھی دیکھتے ہیں کہ کیسے گناہ کرتے ہو، یا ایک پہلوان لگادیا جائے کہ اگر کسی پر نظر ڈالی تو ایسا طمانچہ لگے گا کہ ڈینٹسٹ (Dentist) کے پاس جانا پڑے گا۔

اپنے مرض پر عاشق ہونے والے کا کوئی علاج نہیں کرسکتا

اگر کسی کا باپ تگڑا اور مضبوط ہو تو کیا کوئی نظر باز اس کے بیٹے یا بیٹی کو بری نظر سے دیکھ سکتا ہے؟ ذرا اس وقت اپنی آنکھیں حرام مزے سے سینک کر دیکھو، لیکن اس وقت کوئی نہیں دیکھتا ہے کیونکہ معلوم ہے کہ اس کے باپ کے ہاتھ میں جوتا ہے، اگر کھوپڑی پر جوتا پڑے گا تو فارغ البال ہو جائیں گے۔ تو معلوم ہوا کہ مخلوق کا ڈر ہے، اللہ تعالیٰ کا ڈر نہیں ہے۔ اس شخص کو گناہ سے بچنے کی طاقت ہے مگر وہ اس طاقت کا استعمال نہیں کر رہا ہے، کیونکہ اس کو چوری کی عادت اور گناہوں کی بیماری سے عشق ہو چکا ہے، جو مریض اپنی بیماری سے عشق کرتا ہے اس کو بڑے سے بڑا ڈاکٹر شفا نہیں دے سکتا، اس کا علاج نہیں کرسکتا، جو مریض اپنی بیماری سے عشق کرتا ہے تو کوئی ڈاکٹر اس کا علاج کرسکتا ہے؟ اس لیے اللہ کے غضب اور گناہوں سے عشق بازی کرنا اور گناہوں کی عادت سے محبت کرنا گویا اللہ تعالیٰ کی لعنت اور اللہ تعالیٰ کے غضب سے محبت کرنا ہے اور

دوزخ کی آگ سے پیار کرنا ہے، سانپ اور بچھوؤں سے محبت کرنا ہے۔

اب ایک قصہ مجھے یاد آ گیا۔ ایک اللہ والے کے یہاں ایک خادمہ نوکرانی تھی، ایک مرید صاحب ان کے پاس گئے کہ حضرت! اللہ کی محبت سکھا دو۔ شیخ نے کہا کہ ایک ہزار مرتبہ اللہ اللہ کرلو۔ دیکھو بھئی! آنکھیں بند کرکے بیان مت سنو۔ میں ایک گذارش کرتا ہوں اگرچہ بعض لوگوں کو آنکھ بند کرکے زیادہ نفع ہوتا ہے لیکن مجھے اس سے نقصان پہنچتا ہے، اس لئے عرض کرتا ہوں کہ آپ میرے اوپر توجہ تو ڈالیں مگر آنکھ کھول کر ڈالیں، آنکھیں بند کرکے جو توجہ ڈالتے ہیں تو کہیں یہ توجہ میرے تحمل سے زیادہ نہ ہوجائے اور میں بے ہوش ہوجاؤں، اگر بے ہوش ہوگیا تو بیان کیسے ہوگا؟ بقول خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ؎

مے کشو یہ تو مے کشی رندی ہے مے کشی نہیں

آنکھوں سے تم نے پی نہیں آنکھوں کی تم نے پی نہیں

یعنی اے دنیا والو! تم جو بوتل کی پیتے ہو، تم جو حرام کی پیتے ہو اس سے تمہاری عقل خراب ہوتی ہے اور ہم اللہ والوں کی آنکھوں سے پیتے ہیں جس سے ہماری عقل میں روشنی آجاتی ہے، تم پی کر گالیاں بکتے ہو، ہم پی کر علوم اور معرفت کی باتیں سناتے ہیں۔ کتنا فرق ہے! یہ شعر جب جگر صاحب نے سنا تو اپنی غزل لپیٹ کر جیب میں رکھ لی اور کہا اس غزل کے بعد اپنا کلام سنانا گویا آفتاب کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ اسی لئے میں کہتا ہوں اللہ سے دل لگاؤ، اللہ کا نام لو، اللہ تعالیٰ آسمانوں کی مے تمہیں پلائے گا، اللہ تعالیٰ اپنے عاشقوں کو آسمان والی پلاتے ہیں، میرا شعر ہے ؎

میرے پینے کو دوستو سن لو

آسمانوں سے مے اترتی ہے

تو آنکھیں کھول کر بیان سنئے۔

ایک عاشق مجاز کا علاج

تو اس مرید نے ان بزرگ سے کہا کہ حضور! میں اللہ والا بننا چاہتا ہوں، مجھے اللہ کی محبت سکھا دیں۔ لیکن وہ مرید عادت کا خراب تھا، نظر کا خراب تھا، نظر کا کچا تھا، اس خادمہ پر اس کی نظر پڑ گئی، بس اب ہر وقت اسی کو دیکھ رہا ہے اور تسبیح وغیرہ سب ختم ہو گئی۔ وہ خادمہ اللہ والی، تہجد گذار تھی، اس نے کہلایا کہ حضرت! یہ جو مرید آیا ہے، یہ مرید نہیں ہے، یہ تو مجھے بری نظر سے دیکھ رہا ہے۔ شیخ سمجھ گئے مگر اللہ والے کسی کو ذلیل نہیں کرتے، انہوں نے اس کا علاج شروع کیا۔ یہ واقعہ مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کا ہے جس کی اختر نے شرح اردو میں لکھی ہے، اس کا نام معارف مثنوی مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ ہے، جس کو توفیق ہو وہ اسے پڑھے، ان شاء اللہ، اللہ کی محبت کی آگ لگ جائے گی۔ شیخ نے اس خادمہ کو کہلایا کہ ایک مسلمان کے علاج کے لیے میں تمہیں دست لانے کی گولیاں دوں گا، تمہیں جتنے دست آئیں تم انہیں ایک کنستر میں جمع کر لیا کرنا۔ اب اس کو بیس دست ہو گئے جس کی وجہ سے اس کی آنکھیں اندر کو دھنس گئیں، گال پچک گئے، چہرہ کالا ہو گیا اور شکل ڈراؤنی ہو گئی جیسے کالرا میں جب بہت دست آجاتے ہیں تو شکل کیسی ہو جاتی ہے، اب تو اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ بیماریاں ختم ہو گئیں۔ جب اس نوکرنی کی شکل خوفناک ہو گئی تو اگلے دن وہ اس مرید کا کھانا رکھنے گئی، یہ نظر باز صاحب تو اس کے آنے جانے کے منتظر رہتے تھے، جب اس پر نظر پڑی اور مرید نے دیکھا کہ وہ پری اب ڈراؤنی اور بھوتنی ہو گئی ہے، اس کی شکل بالکل بدل گئی ہے۔

اِدھر جغرافیہ بدلا اُدھر تاریخ بھی بدلی
نہ ان کی ہسٹری باقی نہ میری مسٹری باقی

یعنی جب چہرہ کا جغرافیہ بدل گیا اب سر جھکا کے توبہ توبہ کررہے ہیں۔ تو جیسے ہی اس مرید نے تکلیف کی وجہ سے نظر ہٹائی تو فوراً شیخ نے آکر کہا کہ آپ نے اس خادمہ کو دیکھ کر نظر کیوں ہٹائی؟ کئی روز سے تو آپ نظر بازی کررہے تھے، اب اس میں کس چیز کی کمی ہوگئی جو آپ نے نظر ہٹالی اور آپ کا عشق ٹھنڈا ہوگیا؟ اس کے جسم سے کیا چیز کم ہوگئی جس کی وجہ سے آپ کی تاریخِ محبت کے سارے افسانے ختم ہوگئے؟ مرید سے کوئی جواب نہ بنا تو پھر شیخ نے خود ہی جواب دیا کہ اس کے جسم سے کوئی چیز کم نہیں ہوئی سوائے اس بیس دست کے میٹریل کے جو اس کنستر میں موجود ہے، ناک سے اس کو سونگھئے اور آنکھوں سے ملاحظہ فرمائیے۔ ذرا لکھنؤ کی زبان سنئے! جب لکھنؤ والے پان پیش کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ذرا! ملاحظہ فرمائیے گا۔ بتاؤ بھئی! پان دیکھا جاتا ہے یا کھایا جاتا ہے؟ مگر واہ رے لکھنؤ! وہاں کے بھی عجیب عجیب الفاظ تھے۔ تو شیخ نے کہا کہ ذرا یہ کنستر سونگھئے اور ملاحظہ فرمائیے کہ اس معشوقہ کے جسم سے کیا چیز کم ہوئی ہے۔ بس مرید پھنس گیا لیکن مخلص تھا، کبھی انسان میں اخلاص ہوتا ہے، وہ اللہ کو چاہتا ہے مگر پھنس بھی جاتا ہے۔ بس اس نے رونا چلانا اور سر پیٹنا شروع کردیا کہ ہائے میں اسی پاخانہ پر عاشق تھا، اس خادمہ سے یہی تو کم ہوا ہے۔ اب شیخ نے کہا کہ جس پاخانہ کی کمی سے تیرا عشق ٹھنڈا پڑ گیا، ظالم سوچ لے کہ تو کس چیز پر عاشق تھا۔

عشقِ مجازی سے بڑھ کر کوئی فتنہ نہیں

اسی لیے کہتا ہوں کہ جغرافیے بدلنے والے ہیں، چند دنوں میں شکل ایسی بدل جاتی ہے کہ صاحبزادے نانا میاں بن جاتے ہیں اور صاحبزادی نانی اماں بن جاتی ہیں۔

کمر جھک کے مثلِ کمانی ہوئی
کوئی نانا ہوا کوئی نانی ہوئی

اور ؎

ایسے ویسے کیسے کیسے ہوگئے
اور کیسے کیسے ایسے ویسے ہوگئے

کاش! ہم سب اللہ پر فدا ہوتے اور ان شکلوں اور صورتوں سے اے اللہ! تو ہمارے قلوب کو پاک فرمادے، یہی چیزیں اللہ کی راہ کے روڑے ہیں، یہ معمولی جرم نہیں ہے، جس کا دل غیر اللہ میں پھنسے گا وہ اللہ کو نہیں پا سکتا، جس کا دل غیر اللہ میں پھنسے گا اسے اللہ کیسے ملے گا؟ اس لیے کہتا ہوں کہ یہ شعر خوب اچھی طرح سے یاد کرلو، اگر آپ کو یہ شعر یاد نہیں ہوا تو آپ دنیا میں کوئی شعر بھی یاد نہیں کر سکتے، دو شعر ایسے ہیں کہ اگر کسی کو یاد نہ ہوں تو میں اعلان کرتا ہوں کہ پھر اس کو دنیا کا کوئی شعر یاد نہیں ہوگا، پہلا شعر ہے ؎

ہم ایسے رہے یاں کہ ویسے رہے
وہاں دیکھنا ہے کہ کیسے رہے

اور دوسرا شعر ہے ؎

ایسے ویسے کیسے کیسے ہوگئے
اور کیسے کیسے ایسے ویسے ہوگئے

تو آپ نے دیکھ لیا کہ شکل نہیں پہچانی گئی، کچھ عرصہ کے بعد شکل ایسی بدل جاتی ہے کہ جس کے پیچھے رات دن پاگلوں کی طرح پھرتے تھے جب وہی صورتیں سامنے آئیں تو پوچھتے ہیں کہ آپ کا اسمِ شریف کیا ہے؟ جناب کا دولت خانہ کہاں ہے؟ تو جب اس نے دولت خانہ پوچھا تو اس نے دولات ماریں اور کہا کہ رات دن میرے پیچھے پھرتے تھے اور آج پوچھتے ہو کہ دولت خانہ کہاں ہے؟

عشقِ مجازی سے بڑھ کر فتنہ اور دھوکہ دنیا میں کوئی نہیں ہے، اگر دنیا میں کوئی دھوکہ ہے تو حسن پرستی اور شکل پرستی ہے۔

تصوف کی بنیادی چیز غیر اللہ سے دل کو چھڑانا ہے، سب سے پہلا قدم یہی ہے کیونکہ ہمارا دل تو ایک ہی ہے، بتاؤ! دل دو ہیں یا ایک ہے؟ بھئی! ذرا ٹٹول لو، کسی کے سینہ میں دو دل تو نہیں ہیں؟ تو جب دل ایک ہے، اللہ بھی ایک ہے، رسول بھی ایک ہے، بیت اللہ بھی ایک ہے، قرآن پاک بھی ایک ہے اور پیر بھی ایک ہی ہوتا ہے تو دل دو کو دو گے تو ایک ٹانگ اِدھر جائے گی ایک ٹانگ اُدھر جائے گی، کشمکش میں رہو گے، پریشان رہو گے۔ عشقِ مجازی کے ان قصوں کو بیان کرنے میں عبرت اور ہدایت ہوتی ہے۔

تزکیۂ نفس کے تین طریقے

بہر حال! اگر اللہ کا فضل شاملِ حال ہو تو میں تزکیۂ نفس کے جو تین راستے بتاتا ہوں ان پر عمل کرنے سے نفس کا تزکیہ ہو جائے گا۔ نمبر ایک: کسی تزکیہ کرنے والے یعنی جن کو بزرگوں نے اجازت دی ہے ان سے اصلاحی تعلق قائم کرے، ان کی صحبت میں بیٹھے، ان کے پاس آنا جانا رکھے۔ ایک تو یہ ہے کہ خود ہی پیر بن کر بیٹھ جائے، اس سے پوچھو کہ آپ نے کسی بزرگ کی صحبت اٹھائی ہے یا نہیں؟ اور علماء بھی اس کی تصدیق کرتے ہیں یا نہیں؟ سنت اور شریعت کا پابند ہے یا نہیں؟ اور اگر وہ خرافات اور بدعات میں مبتلا ہے تو اس قابل نہیں ہے کہ اس کو پیر کہا جائے۔ پیر سے مراد، مرشد سے مراد، شیخ سے مراد ایسا شخص ہے جو سنت اور شریعت پر چلتا ہو اور اس کے زمانہ کے بڑے بڑے علمائے دین اس کی تصدیق بھی کرتے ہوں، اگر علماء کسی کے بارے میں فتویٰ دے دیں کہ یہ شخص گمراہ ہے تو اس سے تعلق ترک کرنا فرض ہو جائے گا۔

اس دفعہ میری خانقاہ میں بعض لوگ تین دن کے لیے بھی آئے ہیں، میں نے کہا کہ جو جمعہ کے جمعہ آتا ہے تو یہ بھی اللہ کا شکر ہے کیونکہ اگر یہ بھی نہ ہو تو کیا ہوگا؟ لیکن جمعہ جمعہ آنے کی نعمت کے ساتھ ساتھ کبھی خانقاہ میں تین دن کے لیے بھی رہ جاؤ، اور سہ روزہ کے بعد کبھی دس روزہ بھی لگالو، پھر پندرہ روز لگاؤ، پھر کبھی بیس دن لگالو اور زندگی میں ایک دفعہ کچھ شرائط کے ساتھ جو بزرگوں نے لکھی ہیں چالیس دن لگالو، ان شاء اللہ تعالیٰ محروم نہیں رہو گے لہٰذا اخلاص کے ساتھ جس بزرگ سے مناسبت ہو اس کے پاس چالیس دن لگالو، اللہ تعالیٰ اس کی ہدایت کے لیے دروازے کھول دیں گے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

تو ہدایت تین چیزوں سے ملتی ہے: نمبر ایک تزکیۂ نفس کے جو مشائخ اور بزرگانِ دین ہیں ان کی صحبت۔ نمبر دو، مجاہدہ: گناہوں سے بچنے پر مجاہدہ کرو، کسی روحانی بیماری سے عشق نہ ہونے پائے، شیخ کی طرف سے جو پرہیز بتایا جائے، جو احتیاط بتائی جائے اس پر ہمت سے کام لے کر عمل کرے چاہے جان بھی چلی جائے۔ اتنی ہمت سے گناہ چھوڑے کہ اگر گناہ چھوڑنے سے جان بھی چلی جائے گی تو ہم خوشی خوشی جان دے دیں گے، جس دن یہ ہمت پیدا ہو جائے گی ان شاء اللہ تعالیٰ اس دن راستہ صاف ملے گا۔

اللہ تعالیٰ پر جان فدا کرنے کا انعام

آپ بتاؤ! اللہ تعالیٰ پر جان دینے میں آپ کو کیا تردد ہے؟ جان کس لیے ہے؟ اگر اللہ پر قربان نہ کی تو پھر سمجھ لو کہ یہ جان دوزخ میں جلے گی، جس نے خدا پر جان نہ دی تو اس کی جان دوزخ میں جلائی جائے گی، اگر یہاں تزکیہ نہ کرایا تو اس کا تزکیہ وہاں ہوگا، بغیر تزکیہ کے جنت نہیں ملے گی لہٰذا اس کا تزکیہ دوزخ میں ہوگا، مسلمان ہونے کے باوجود بہت سے لوگوں کو

دوزخ میں جلائے جانے کے بعد، تزکیہ کے بعد جنت میں دخولِ ثانوی ہوگا، بعد میں داخلہ ملے گا۔ اس لیے بزرگوں کی نصیحت ہے کہ دنیا ہی میں تزکیہ حاصل کرلو۔ گناہوں کو چھوڑنے کے لئے جان کی بازی لگا دو، ہمت کرلو چاہے جان رہے یا نہ رہے۔

آرزوئیں خون ہوں یا حسرتیں پامال ہوں
اب تو اس دل کو تری خاطر بنانا ہے مجھے

ارے! ایک دفعہ ہمت کر کے تو دیکھو، ان شاء اللہ، اللہ اتنا معاوضہ دیتا ہے کہ سعودیہ کیا دے سکتا ہے؟ حکومتِ سعودیہ توسیعِ حرم کے لیے ایک لاکھ کے مکان کے پچاس لاکھ ریال دیتی ہے۔ میں نے یہ ایک معمولی سی مثال بتائی ہے، وہ بادشاہ ہیں اور اللہ نے انہیں ایسے حوصلے بھی دئے ہیں کہ لوگ تمنائیں کرتے ہیں کہ کاش! حرم کی توسیع کی زد میں ہمارا مکان آجائے تاکہ ایک لاکھ ریال کی جگہ پچاس لاکھ ریال مل جائیں۔ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے کہ جن کے مکان حرم کی توسیع میں لئے گئے تھے آج ان کے بڑے شاندار محل ہیں۔ تو میں آپ سے یہ کہتا ہوں کہ جس نے شاہوں کو یہ حوصلہ دیا ہے، شاہوں کے یہ حوصلے جس کی دی ہوئی بھیک ہیں، جب اس کی راہ میں کوئی اپنی جان پیش کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض میں کتنا معاوضہ عطا فرمائے گا۔

نیم جاں بستاند و صد جاں دہد

تم شکریہ ادا کرو گے اور جب اللہ کو پالو گے تو پھر یہ شعر پڑھو گے۔

جمادے چند دادم جاں خریدم
بحمد للہ عجب ارزاں خریدم

چند کنکر پتھر دے کر میں نے اللہ کو بہت سستا پالیا، چند کنکر پتھر دے کر ہم نے جان کو لے لیا، روح کو پالیا، الحمد للہ ہم اللہ کو بہت سستا پا گئے۔ دوستو! ایک دن

تو یہ جان ختم ہوجائے گی، میں آپ حضرات سے پوچھتا ہوں کہ یہ جسم ایک دن قبر میں جانے والا ہے یا نہیں؟ کبھی آپ میرے بارے میں بھی سنیں گے کہ آج ان کا جنازہ ہوگا۔

جو بیچتے تھے دوائے دردِ دل
وہ دکان اپنی بڑھا گئے

یہ خبر آئے گی اور ایک دن یہ جسم بھی قبرستان میں جائے گا لہٰذا اس جسم کو پہلے ہی اللہ پر فدا کردو، اپنی مٹی کو مٹی ہونے سے پہلے ہی اپنے مولیٰ پر فدا کر کے قیمتی بنالو، باقی سب چیزیں آپ کا ساتھ چھوڑ دیں گی، جن چیزوں سے ہم اور آپ قیمت لگا رہے ہیں، اپنے کاروبار سے، اپنے بنگلے اور مکان سے، اپنے نقد اور بینک بیلنس سے اور لوگوں کی سلامی سے، تو اس سے ہماری قیمت نہیں ہے، ہماری قیمت یہ ہے کہ اگر ہمیں کوئی سلام نہ بھی کرے لیکن اللہ تعالیٰ فرمادیں کہ ہم تم سے خوش ہیں تو آہ! ہماری قیمت کی کوئی انتہا نہیں ہے، جس سے اللہ خوش ہوجائے اس کی قیمت کی کوئی انتہا نہیں ہے، اللہ تعالیٰ ہم مَردوں سے بھی خوش ہوجائے اور جو خواتین ہمارے یہاں دین کی بات سننے کے لیے آتی ہیں اللہ تعالیٰ ان سے بھی راضی ہوجائے اور اللہ ہمیں اپنی رضا والے اعمال پر چلا دے اور ناراضگی اور غضب والے اعمال سے ہم سب کو بچالے، آمین۔

ہمت کرنے سے گناہ کی پرانی عادت بھی چھوٹ جاتی ہے

تو اللہ والوں کی صحبت اور اللہ کے راستہ کا مجاہدہ برداشت کرنا یعنی گناہ چھوڑنے کے لیے اتنی ہمت کرلینا کہ اے خدا! اگر گناہ نہ کرنے سے جان بھی چلی جائے گی تو میں اپنی جان پیش کردوں گا، یہی بات شراب چھوڑتے وقت جگر مرادآبادی نے کہی تھی جب ڈاکٹروں کے بورڈ نے ان سے

کہا تھا کہ اے جگر! اگر تو شراب دوبارہ نہیں پیئے گا تو مر جائے گا۔ جگر نے کہا کہ اگر پیتا رہوں گا تو کب تک جیتا رہوں گا؟ ڈاکٹروں کے بورڈ نے کہا کہ اگر شراب پیو تو دس سال اور جی سکتے ہو، انہوں نے کہا کہ دس سال کے بعد جب مروں گا تو شراب کی حالت میں جاؤں گا، اللہ کی لعنت اور غضب کی حالت میں مروں گا، اس سے بہتر ہے کہ جگر کو شراب چھوڑنے سے ابھی موت آ جائے، اللہ کی رحمت کے ساتھ جگر موت کو ابھی پیار کرتا ہے اور موت کو گلے سے لگانے کے لیے تیار ہے۔ اللہ کی رحمت سے جگر نے شراب بھی چھوڑ دی اور صحت بھی اچھی ہوگئی، ماشاء اللہ جگر صاحب حج بھی کر آئے، اور ایک مٹھی داڑھی بھی رکھ لی اور کیا عمدہ شعر کہا! میں تو جب یہ شعر پڑھتا ہوں تو دل رونے لگتا ہے، جب داڑھی رکھ لی تو فرمایا ؎

چلو دیکھ آئیں تماشا جگؔر کا
سنا ہے وہ کافر مسلمان ہوگا

ظالم کیا غضب کا شعر کہہ گیا!

چلو دیکھ آئیں تماشا جگؔر کا
سنا ہے وہ کافر مسلمان ہوگا

واہ! اللہ تعالیٰ اس کو جزائے خیر دے، کیا ظالم شعر کہہ گیا، کتنا پیارا اور زبردست شعر ہے۔ یہ گال ایک دن قبروں میں کیڑے کھا جائیں گے لہٰذا جلدی کرو، ان گالوں کی فیلڈ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا جھنڈا گاڑو، اللہ تعالیٰ کے حکم کا جھنڈا گاڑو ورنہ قبر میں یہ گال کیڑے کھا جائیں گے اور قبرستان میں ان گالوں کا پتا بھی نہیں ہوگا۔

اس پر ایک لطیفہ یاد آیا، ٹیکسلا پنجاب میں میرے ایک دوست حکیم امیر احمد صاحب تھے، پیدائشی طور پر بہت زیادہ دبلے پتلے تھے جیسے ہڈی پر

چمڑا چڑھا ہو، جسم پر بہت معمولی گوشت تھا۔ ایک دن کہنے لگے کہ جب قبر میں میرا جنازہ اترے گا تو جتنے کیڑے ہیں وہ مجھ کو کھانے کے لیے دوڑیں گے، جب میرے اندر ہڈی اور چمڑے کے سوا بوٹی نہیں پائیں گے تو کہیں گے لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ یہ کیسی نامبارک لاش آئی ہے جس میں کوئی بوٹی نظر نہیں آرہی ہے۔ یہ لطیفہ میں نے جدہ میں حضرت والا شاہ ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم کو سنایا تو وہ بہت ہنسے، اتنا ہنسے کہ فرمایا کہ اگر کھانے کے بعد ایسے لطیفے سن لیے جائیں تو ہضم کے لئے چورن کی ضرورت نہیں ہے یعنی کھانے کے بعد خوش طبعی کر لینے سے کھانا ہضم ہوجاتا ہے۔

بدنگاہی سے دل کی دنیا تباہ ہوجاتی ہے

پھر اللہ تعالیٰ نے جگر صاحب کو حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت سے کہاں سے کہاں پہنچادیا۔

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کر دیا
پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کر دیا

تو بعض لوگوں نے شیخ کی صحبت بھی اختیار کی اور مجاہدہ بھی کیا لیکن پھر بھی ان کو تزکیہ نہ ملا، کیوں؟ کہیں نہ کہیں بد پرہیزی کر لی اور سارا مرض لوٹ آیا۔ یہ بد پرہیزی اتنی خطرناک چیز ہے کہ اگر کوئی دس سال تک گناہ نہ کرے اور دس سال کے بعد ایک دفعہ گناہ کر لے تو دس سال تک جو نفع ہوتا ہے وہ سب تباہ ہوجاتا ہے، گناہ قلب کو ہیروشیما بنا دیتا ہے۔ ہیروشیما جاپان کا ایک شہر ہے جس پر ایٹم بم گرا تھا، آج بھی وہاں گھاس نہیں اُگ سکتی، ایسے ہی گناہ قلب کو تباہ کر دیتا ہے۔ اس لیے جان دے دو مگر گناہ نہ کرو، ایک سانس بھی اللہ کی ناراضگی اور غضب میں جینے سے پناہ مانگو، رات دن رو رو کر

سجدہ کی جگہ کو آنسوؤں سے تر کر دو کیونکہ سوائے اللہ کے ہمیں اور کوئی نہیں بچا سکتا لہٰذا رورو کے سجدہ کی جگہ کو آنسوؤں سے تر کر دو کہ اے خدا! میری ایک سانس بھی اپنی ناراضگی میں نہ گذرنے دیجئے، ہمیں اپنی حفاظت کی گود میں قبول کر لیجیے کیونکہ ماں کی گود سے بچہ چھینا جا سکتا ہے لیکن میرے پیارے ربّا! آپ کی آغوشِ حفاظت سے ہمیں کوئی نہیں چھین سکتا کیونکہ آپ کی طاقت سے آگے کسی کی طاقت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کے بغیر تزکیہ نہیں ہوسکتا

اصلاحِ نفس کا جو نسخہ ہے اس میں تیسری چیز دونوں سے زیادہ اہم ہے، بالکل بنیادی چیز ہے اور یہی میں آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں:

﴿وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا﴾

(سورۃ النور: آیۃ ۲۱)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کا فضل اور اللہ تعالیٰ کی رحمت تمہارے اوپر نہ ہو، مَا زَكٰى مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ اَبَدًا تم میں سے کبھی کوئی تزکیہ اور اصلاح نہیں پا سکتا یعنی گناہوں سے پاک نہیں ہوسکتا، لہٰذا اے خدا! ہم آپ کو اس آیت کا واسطہ دیتے ہیں، اس فضل و رحمت کا واسطہ دیتے ہیں جس کا آپ نے تذکرہ کیا ہے کہ اس فضل و رحمت کے بغیر کسی کا تزکیہ نہیں ہوسکتا کہ ہم پر اپنا وہ فضل اور وہ رحمت نازل فرما جس سے ہمارا تزکیہ ہوجائے۔ ابوجہل اور دوسرے کافروں نے نبوت کا زمانہ پایا تھا، پیغمبر کو دیکھتے تھے بلکہ ان ظالموں نے سارے نبیوں کے سردار کو دیکھا لیکن ایمان نصیب نہیں ہوا، اللہ کے رسول کی صحبت میں آتے تھے، چھپ چھپ کے بیٹھتے تھے لیکن ایمان نصیب نہیں ہوا، بس یہ جو تیسری چیز ہے اس کو مانگنے کی ضرورت ہے۔

شیخ سے پیر بھائیوں کی شکایت مت کرو

ایک صاحب صحبتِ شیخ میں بھی رہے اور ذکر بھی کرتے رہے لیکن ان کا خاتمہ بہت برا ہوا، وجہ کیا تھی؟ بد پرہیزی کرتے تھے اور ماں باپ کو ستاتے تھے اور پیر بھائیوں کو حضرت سے ڈانٹ لگواتے تھے۔ میں نے ان کو دیکھا ہے، انہوں نے حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حج کیا تھا، ایسا مبارک حج! لیکن ماں باپ کو ستانے کی اتنی شدید بد پرہیزی کی وجہ سے اللہ کے غضب سے نہیں بچ سکا، اللہ کے غضب سے اولیاء اور انبیاء بھی نہیں بچا سکتے، لہٰذا بد پرہیزی سے بچو، یہ مت دیکھو کہ شیخ ہمیں دیکھ رہا ہے یا نہیں؟ اللہ تو دیکھ رہا ہے، بد پرہیزی کرنے والا چاہے رات بھر شیخ کی ٹانگ دبا دبا کر مر جائے لیکن اللہ اپنے غضب کو معاف نہیں کرتا، اگر اللہ ناراض ہو جائے تو کوئی ولی، نبی اسے نہیں بچا سکتا۔ اس لیے کہتا ہوں جہاں بھی رہو باخدا رہو، یہ دیکھو کہ خدا تو دیکھ رہا ہے، یہ سوچو کہ میں نے اپنے بزرگوں سے اللہ کے لیے تعلق قائم کیا ہے، وہ اللہ وہاں بھی ہے جہاں گناہ کر رہے ہو۔ آپ بتائیے! بزرگوں سے کس لیے تعلق قائم کیا جاتا ہے؟ اللہ کے لیے۔ تو جہاں گناہ کرتے ہو اللہ تو وہاں بھی تمہیں دیکھ رہا ہے۔

تو میں نے اس شخص کو دیکھا جس نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حج کیا تھا کہ اس نے نماز بھی نہیں پڑھی حالانکہ بہت دن تک شیخ کی خدمت میں رہا تھا۔ تو میں نے حضرت شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اس شخص نے اپنے ماں باپ کو بہت ستایا تھا اور پیر بھائیوں سے بھی بہت لڑتا تھا، حضرت سے ان کی شکایت کر کے ان کو ڈانٹ پٹواتا تھا، انہی دو جرائم کی وجہ سے پکڑا گیا۔ اس لیے میں اپنے دوستوں سے کہتا ہوں ؎

تو برائے وصل کردن آمدی
نے برائے فصل کردن آمدی

اللہ والوں سے جوڑنے کی کوشش کرو، اللہ والوں سے دوسروں کی شکایت کر کے توڑ کی بات مت کرو اور کسی کو اذیت مت پہنچاؤ، ظلم سے بہت بچو، اگر کسی پر زیادتی ہو جائے تو سمجھ لو کہ اب خطرہ ہے، اللہ اس سے انتقام لے لے گا، فوراً پاؤں پکڑ کے معافی مانگ لو اور اگر غصہ میں کسی کو ستا دیا یا کچھ برا بھلا کہہ دیا تو جب غصہ ٹھنڈا ہو جائے تو اس کے پیر پکڑ کر کہہ دو کہ بھئی! کل قیامت کے دن مجھے معاف کر دینا اور اگر حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے یہ دو شعر یاد ہوں تو یہ شعر بھی پڑھ دو ؎

کسی کو اگر میں نے مارا بھی ہو
بُری بات کہہ کر پکارا بھی ہو
وہ آج آن کر مجھ سے لے انتقام
قیامت کے دن پہ نہ رکھے یہ کام
بروزِ قیامت خجالت نہ ہو
خدا پاس مجھ کو ندامت نہ ہو

حقوق العباد کے معاملہ میں اگر چیونٹی پر بھی جان بوجھ کر پیر رکھ رہے ہو تو یہ یاد رکھو کہ اس میں بھی اس بات کا خطرہ ہے کہ اللہ اس سے انتقام لے لے کیونکہ وہ بھی اللہ کی مخلوق ہے۔ بعض لوگ دیکھتے بھی ہیں کہ چیونٹی جا رہی ہے پھر بھی جان بوجھ کر اس پر پیر رکھ دیتے ہیں اور پیر رکھنے کے بعد دیکھتے بھی ہیں کہ اس کی ہڈی پسلی کا کیا حال ہوا ہے؟ کیا بے رحمی کی بات ہے۔ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ، اتنے بڑے ولی اللہ، فرماتے ہیں جب کوئی انسان چیونٹی پر نالائقی سے پیر رکھتا ہے تو چیونٹی کا وہ حال ہوتا ہے جو انسان پر ہاتھی کا پیر رکھنے سے ہوتا ہے۔

آپ لوگوں کی دعاؤں سے آج کا بیان ہوا ورنہ طبیعت ٹھیک نہیں تھی اور خطبہ میں جو آیات تلاوت کی تھیں کہ بیت اللہ کی تعمیر اور مومن کے قلب کے تزکیہ میں کیا ربط ہے؟ اگلے جمعہ کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ان شاء اللہ تعالیٰ بیان کروں گا۔ آج مضامین دوسرے آگئے اور بارش پر نہ بادلوں کو اختیار ہے نہ کسانوں کو اختیار ہے۔ جب حکم ہوجاتا ہے تو وہی بادل پانی برساتے ہیں اور وہی بادل بجائے مفید بارش کے پتھر برسادیتے ہیں اور جہاں برسنے کی امید ہوتی ہے وہاں سے دور بھگا کر دوسری جگہ بارش کردیتے ہیں۔ اسی طرح مضامین کی آمد بھی اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ دعا کرکے بیٹھ جاتا ہوں کہ جو مضمون آپ کے بندوں کے لیے مفید ہو وہی دل میں عطا فرمادیجئے۔ میں خود بیان نہیں کرتا، بھیک مانگ کر بیٹھتا ہوں جو مالک بھیک دے دے گا وہی ہم آپ کو پیش کردیں گے۔ ایک بھکاری اور ایک فقیر کے پاس کیا ہے۔

مقاصد بعثتِ نبوت

جلدی جلدی تعمیر کعبہ اور تزکیہ کا ربط بتادیتا ہوں، تفسیر ان شاء اللہ اگلے جمعہ کو بیان ہوگی۔ کعبہ شریف کی تعمیر کے بعد دونوں پیغمبروں حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ایک دعا مانگی۔ رَبَّنَا وَابۡعَثۡ فِيۡهِمۡ رَسُوۡلًا مِّنۡهُمۡ اے اللہ! ہماری اولاد اور خونی رشتوں میں ایک پیغمبر پیدا فرما یعنی سیّد الانبیاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما اور وہ رسول کیا کام کرے گا؟ اس کی بعثت کا کیا مقصد ہوگا؟ يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِكَ آپ کے کلام کی آیات پڑھ کر لوگوں کو سنائے۔ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ اور آپ کی کتاب کی تعلیم دے یعنی آپ کے کلام کے الفاظ کے معانی سمجھائے، تجوید و قرأت کی تعلیم دے۔ کیونکہ آپ آخری نبی ہیں لہٰذا آپ کی بعثت کے مقاصد کو جاری رکھنا امت پر فرض ہے۔

کعبہ کی تعمیر کے ساتھ دونوں پیغمبر علیہما السلام یہ دعا بھی فرما رہے ہیں کہ وَیُزَکِّیْهِمْ اور اے اللہ! وہ نبی ایسا ہو جو دلوں کا تزکیہ کرے، ان کے دلوں کو پاک کردے۔ کیا مطلب کہ اے اللہ! کعبہ تو ہم نے بنادیا لیکن اگر دلوں کا کعبہ صحیح نہیں ہوگا تو اس کعبہ کی، بیت اللہ کی کوئی قدر نہیں ہوگی۔ آپ کے گھر کی عزت وہی کرے گا جس کا دل صاف ہوگا، جس کے دل میں خدا کا عشق اور محبت ہوگی۔ یہ دعا کیوں کی؟ کیونکہ مسلمان کا دل کعبہ ہے۔ پہلے اس کو غیر اللہ سے پاک کرو، اسی لیے کلمہ میں پہلے لا الٰہ ہے کہ دل کو لا الٰہ سے خالی کرو پھر الا اللہ کا نور ملے گا۔ اور یہ درخواست کہ ہماری اولاد میں سے ایسا رسول مبعوث فرمائیے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم جو لوگوں کا تزکیہ کریں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اپنی اولاد کے لیے دعا کرے کہ اے اللہ! آپ قیامت تک میری اولاد میں ایسے علماء ربّانی پیدا فرمائیے جو آپ کے دیئے ہوئے دین کے باغ کو پانی دیں اور اس کو ہرا بھرا رکھیں۔

سچی خانقاہیں تزکیۂ نفس کے اہم مراکز ہیں

تو تزکیہ بھی مقصدِ بعثتِ نبوت ہے اور نبوت اب ختم ہوچکی لہٰذا یہ کارِ نبوت آپ کے سچے نائبین و وارثین کے ذریعہ قیامت تک جاری رہے گا۔ خانقاہوں میں دلوں کی صفائی ہوتی ہے، دلوں کو غیر اللہ کے کباڑ خانے اور کچرے سے پاک کیا جاتا ہے، اخلاص پیدا ہوتا ہے۔ میرے شیخ حضرت مولانا ابرارالحق صاحب دامت برکاتہم نے ایک تبلیغی مرکز کے بہت بڑے اجتماع میں فرمایا کہ مدرسوں سے، تبلیغی جماعتوں سے اعمال کا وجود ملتا ہے اور خانقاہوں سے اعمال کا قبول ملتا ہے۔ اللہ والوں سے اخلاص ملتا ہے جس کی برکت سے اعمال قبول ہوتے ہیں ورنہ اعمال میں ریا اور دکھاوا ہوجائے گا۔ اسی لیے حضرت

مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ جب تبلیغ سے واپس آتے تھے تو اپنے بزرگوں کی خدمت میں جا کر دل کی ٹیوننگ اور صفائی کراتے تھے اور فرماتے تھے کہ مخلوق میں زیادہ خلط ملط سے دل میں غبار سا آجاتا ہے جس کی صفائی میں خانقاہوں میں کراتا ہوں۔ جب موٹر زیادہ چلتی ہے تو پھر ٹیوننگ ضروری ہے یا نہیں؟ ورنہ گرد وغبار سے انجن خراب ہوجاتا ہے۔ اسی طرح دل میں ریا، دکھاوا اور بڑائی آجاتی ہے جس کی صفائی خانقاہوں میں ہوتی ہے تو خانقاہوں کا ثبوت یُزَکِّیْھِمْ سے ہے۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ آخر میں فرمایا کہ اے اللہ! یہ پیغمبر کا بھیجنا اور صحابہ کا ایمان لانا اور ان کے دلوں کا تزکیہ اس کے لیے آپ کی زبردست طاقت اور مدد کی ضرورت ہے، آپ غالب القدرۃ ہیں۔ اگر آپ ارادہ کرلیں گے کہ مجھے اس پیغمبر کو بھیجنا ہے تو وہ پیغمبر آ کر رہے گا، اگر آپ ارادہ کرلیں کہ مجھے فلاں فلاں کو اپنے نبی کا صحابی بنانا ہے تو وہ بن کر رہیں گے، اگر آپ کسی کو ولی بنانے کا ارادہ کرلیں تو وہ ولی بن کر رہے گا۔ جب تک آپ کا ارادہ، آپ کی مشیت، آپ کی مدد شاملِ حال نہیں ہوگی، کوئی بندہ اللہ والا نہیں بن سکتا ہے۔

گانا سننے والا زنا کے تقاضوں سے نہیں بچ سکتا

بس آج کا مضمون ختم ہوا! میرا ارادہ اس آیت سے تعمیرِ قلب اور تزکیۂ قلب کا ربط بیان کرنے کا تھا لیکن کیا گناہ کا چھوڑنا تزکیہ نہیں ہے؟ یہی تو اصلی اصلاح ہے، لوگ اصلاح کا نام سمجھتے ہیں کہ بس تسبیح اور نوافل پڑھو اور اس کے بعد فوراً ریڈیو کھولا اور گانے سن رہے ہیں۔ ایک صاحب نے وضو کیا، یٰسٓ شریف پڑھی، اس کے بعد دعا کی اے اللہ! امپورٹ ایکسپورٹ کے آفس کو خوب چلادے اور پھر تھوڑی دیر کے بعد گانا سن رہے تھے۔ میں نے کہا یہ کیا ہے؟ کہا کہ دماغ کو تازہ کررہا ہوں، میں نے کہا دماغ میں گوبر بھر رہے ہو،

کیونکہ گانا زنا کا مادہ پیدا کرتا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

((اَلْغِنَآءُ رُقْیَۃُ الزِّنَا))

(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)، باب صلوٰۃ العیدین، ج ۳ ص ۴۸۵)

جو گانا سنتا ہے وہ زنا سے بچ نہیں سکتا، یہ زنا کا منتر ہے، آدمی کو ایسے پاگل کر دیتا ہے جیسے جادو، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے گانا حرام فرمایا ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّشۡتَرِیۡ لَهۡوَ الۡحَدِیۡثِ لِیُضِلَّ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ﴾

(سورۃ لقمان: آیۃ ۶)

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ نبوت میں بعض مشرک لوگ مغنیات یعنی گانا گانے والیوں کو خریدتے تھے اور قرآن کے مقابلہ میں گانے کی مجلس قائم کرتے تھے۔ تفسیر روح المعانی میں لکھا ہے کہ:

((مَا رَفَعَ اَحَدٌ صَوْتَهٗ بِغِنَاءٍ اِلَّا بَعَثَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلَیْهِ شَیْطَانَیْنِ یَجْلِسَانِ عَلٰی مَنْكِبَیْهِ یَضْرِبَانِ بِاَعْقَابِهِمَا عَلٰی صَدْرِهٖ حَتّٰی یُمْسِكَ))

(روح المعانی: (رشیدیہ)، ج ۲۱ ص ۹۳)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو انسان گانا سنتا ہے اور مست ہو کر سر ہلاتا ہے، تو اللہ کی طرف سے دو شیطان اس کے کندھے پر بٹھا دئے جاتے ہیں، وہ اپنی ایڑی رگڑ رگڑ کر اس کو اور جوش دلاتے ہیں، اسی سے سمجھ لو کہ گانا سن کر جھومنا کیسا ہے؟

بس دعا کیجیے! دیکھو بھئی! ہم کچھ نہیں ہیں نہ اپنے وعظ پر کچھ بھروسہ رکھتے ہیں، بس ایک تدبیر سمجھ کر وعظ کر لیتے ہیں اور آخر میں یہی شعر پڑھتے ہیں ؎

ہم بلاتے تو ہیں سب کو مگر اے ربِّ کریم
ہم پہ بَن جائے کچھ ایسی کہ بِن آئے نہ بنے

اختر بھی آپ کے ساتھ شامل ہے یعنی ہمارے قلب کو مجبورِ محبت کر دیجئے، اللہ کی ایک شان یہ بھی ہے کہ اے خدا! آپ ہمیں اپنے سے ایسا چپکا لیجیے، ایسا جذب

ایسا اجتباء کی شان، ایسی تجلیات کا ظہور فرما دیجئے کہ اگر ہم آپ سے بھاگنا بھی چاہیں تو نہ بھاگ سکیں، اب اس آیت کا ترجمہ بھی سن لیں:

﴿اَللّٰہُ یَجۡتَبِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾

(سورۃ الشوریٰ: آیۃ ۱۳)

اللہ کی شان وہ ہے کہ جس کو چاہتا ہے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔

تو اے اللہ! اپنی اس تجلی کا ہم سب پر ظہور فرما دیجئے، ہماری جانوں کو کھینچ کر جذب فرما لیجیے، ہم پر اس صفت کا ظہور فرما دیجئے، ہمارے دل و جان کو اپنی ذات کے ساتھ ایسا چپکا لیجیے کہ اگر ہم آپ سے بھاگنا بھی چاہیں تو نہ بھاگ سکیں، اے اللہ! یہ مقام ہم سب کو نصیب ہو جائے کہ ؎

بھلاتا ہوں پھر بھی وہ یاد آرہے ہیں

ہم آپ کو بھلانا بھی چاہیں تو بھی نہ بھلا سکیں، اپنی ایسی محبت، ایسا یقین اور ایسا ایمانِ کامل عطا فرما دیجئے، اے اللہ! آپ اولیائے صدیقین کو جو ایمان و یقین اور ان کے قلب کو اپنی محبت کا جو مقام عطا فرماتے ہیں وہ ہم سب کو نصیب فرما دیجئے، اے خدا! تو علیم و خبیر ہے کہ اختر نے اس خانقاہ کو محض اس نیت سے بنایا ہے کہ یہاں آپ کے عاشقوں کو بیٹھنے کی سر چھپانے کی جگہ ملے، آپ کے بہت سے عاشقین، اولیائے کاملین اور طالبین اور آپ کے چاہنے والے جمع ہوں اور ہم سب آپ کی محبت کی باتیں کریں، بزرگوں کی معرفت کی باتیں کریں، قرآن پاک کی تفسیر بیان کریں، حدیث پاک سنیں، اس لیے آپ ہماری اس نیت کو قبول فرمائیے، اگر اس میں ہمارے نفس کی کوئی آمیزش ہے تو اس کو معاف فرما دیجئے، ہمیں اخلاص عطا فرما دیجئے، جنہوں نے اس کی تعمیر پر پیسے لگائے ہیں ان کا مال بھی قبول فرما لیجیے اور اس کو ان کی اصلاح کا ذریعہ بنا دیجئے، اے خدا! اپنی رحمت سے ہم سب کو اللہ والی زندگی نصیب فرما دیجئے، نفس و شیطان کی غلامی سے چھڑا کر اپنی

غلامی اور فرماں برداری کی حیات نصیب فرما دیجئے، اپنی رحمت سے ہماری آہ کو قبول فرمائیے۔ اے اللہ! بیت اللہ کے صدقہ میں، روضۂ رسول ﷺ کے صدقے میں جن کی آنکھوں نے ابھی حال ہی میں زیارت کی ہے، ان دونوں حرمین شریفین کے صدقہ میں اختر کی آہ کو قبول فرمائیے، اس کی اس دعا کو قبول فرمائیے اور کسی ایک کو بھی محروم نہ فرمائیے۔ اختر کو، اس کی اولاد کو، میرے دوستوں کو اور ان کی اولاد کو، کسی کو بھی اے اللہ! فاسق و فاجر اور اپنا نافرمان نہ ہونے دیجئے، اے اللہ! ہماری اولاد کو بھی نیک بنائیے، ہمارے رشتے داروں کو بھی نیک بنائیے، ہماری دنیا بھی بنا دیجئے اور آخرت بھی بنا دیجئے اور ہمیں اپنی محبت کی وہ مٹھاس عطا کر دیجئے جو آپ اپنے اولیائے صدیقین کو عطا فرماتے ہیں، ہم جو نہیں مانگ سکے وہ بھی ہمیں بے مانگے اپنے دستِ کرم سے عطا فرمائیے ؎

دست بکشا جانبِ زنبیل ما

اے خدا! ہماری جھولیوں کی طرف اپنا دستِ کرم بڑھائیے اور اپنی محبت، اپنی خشیت، اپنے اولیاء کی تمام نعمتیں ہم سب کو نصیب فرمائیے اگرچہ ہم اس کے اہل نہیں، ہم اپنی نالائقی اور نااہلی کا اعتراف کرتے ہیں لیکن آپ کریم ہیں اور کریم کی تعریف ہم نے کتابوں میں یہ پڑھی ہے کہ کریم وہ ذات ہے جو نالائقوں پر بھی مہربانی کردے، بس ہم نالائقوں پر آپ اپنے کرم کی بارش فرمادیں، آمین۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَآ
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى
خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ



کلام حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ

از گفتۂ مجذوب

ہر تمنا دل سے رخصت ہوگئی - اب تو آجا اب تو خلوت ہوگئی
سوگ میں یہ کس کی شرکت ہوگئی - بزمِ ماتم بزمِ عشرت ہوگئی
جو مری ہونا تھی حالت ہوگئی - خیر اِک دنیا کو عبرت ہوگئی
عشق میں ذلت بھی عزت ہوگئی - لی فقیری بادشاہت ہوگئی
ایک تم سے کیا محبت ہوگئی - ساری خلقت ہی سے وحشت ہوگئی
اس کو ہر ذرہ ہے اِک دنیائے راز - منکشف جس پر حقیقت ہوگئی
خاک میں کس نے ملایا یہ تو دیکھ - شکر کر مٹی سوارت ہوگئی
لاکھ جھڑکو اب کہیں پھرتا ہے دل - ہوگئی اب تو محبت ہوگئی
رنج دینے سے وہ باز آئے تو کب - جب کہ غم کھانے کی عادت ہوگئی
وہ ریا جس پر تھے زاہد طعنہ زن - پہلے عادت پھر عبادت ہوگئی
بخت خفتہ اور کب جاگے گا تو - اُٹھ! کہ اب صبح قیامت ہوگئی
اب کہاں دن رات کی وہ صحبتیں - مل گئے صاحب سلامت ہوگئی
قید کر صیاد یا ذبح کر - جان بلبل گل کی نکہت ہوگئی
اب تو میں ہوں اور شغل یاد دوست - سارے جھگڑوں سے فراغت ہوگئی
یا تو مسجد رات دن یا مے کدہ - کیا سے کیا اللہ حالت ہوگئی
کر چکے رندی بس اے مجذوب تم - ایک چلّو میں یہ حالت ہوگئی

صحبتِ اہل اللہ کی قدر و قیمت

ایمان پر خاتمہ کے لئے بہت بڑی چیز اہل اللہ کے پاس آنا جانا ہے۔ جو اہل اللہ کے پاس آتے جاتے ہیں ان شاء اللہ ان کو کوئی فرقہ کوئی طبقہ گمراہ نہیں کرسکتا چنانچہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک واقعہ بیان فرمایا کہ کانپور میں مسلمانوں کو ہندو بنانے والی آریوں کی ایک جماعت ایک مسلمان کے پاس پہنچ گئی اور اسے ہندو ہو جانے کی ترغیب دی کہ تم ہندو ہو جاؤ اور اسلام چھوڑ دو۔ اس شخص کا تعلق مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے تھا اور ان کے پاس آنا جانا تھا، بظاہر اس کی داڑھی بھی نہیں تھی، آزاد قسم کا آدمی تھا لیکن اللہ والوں کی صحبت کا اثر دیکھئے کہ کیا جواب دیتا ہے؟ اس نے جوتا نکالا اور انہیں دوڑایا اور کہا کہ تمہیں معلوم نہیں ہے کہ میں مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوں۔ حضرت حکیم الامت یہ واقعہ بیان کر کے فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کے تعلق سے ایمان اور یقین دل میں اتر جاتا ہے، چاہے اعمال کی اصلاح بعد میں ہو مگر ان کے پاس بیٹھنے والوں کے قلب میں ایسا ایمان اور یقین اتر جاتا ہے کہ کھرچنے سے بھی نہیں کھرچتا۔

(از مواعظ اختر نمبر ۱۱ ''ایمان پر خاتمہ کے سات انمول نسخے'' ص ۱۴)

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com